



حضور تاج الشریعہ کے مرشد اجازت



سرکار سید العلماء

رحمۃ اللہ علیہم

از: ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی

نقیب مسلک برکاتیت، سید العلماء، سند الحکما حضرت

سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں رحمۃ اللہ علیہ

جد مکرم سید العلماء حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم سید شاہ آل مصطفیٰ اولاد حیدر سید میاں علیہ الرحمہ حضرت شاہ آل عبا ابن سید شاہ حسین حیدر حسینی میاں (حضور خاتم الاکابر شاہ آل رسول کے نواسے) کے صاحبزادے تھے۔ والدہ ماجدہ سیدہ شہر بانو بیگم بنت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب تھیں۔ آپ ۲۵ رجب ۱۳۳۳ھ / ۹ جون ۱۹۱۵ء بدھ کے روز مارہرہ میں پیدا ہوئے۔ بہت چھوٹی سی عمر میں قرآن حفظ کر لیا۔ فارسی کی پہلی کتاب اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھی۔ نانا حضرت شاہ اسماعیل حسن صاحب اور ماموں تاج العلماء حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب سے درسی علم حاصل کیے۔ جامعہ معینیہ اجمیر مقدس میں حضور صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے بہت ہی چہیتے شاگردوں میں سے تھے۔ استاد محترم کی خاص اجازت تھی کہ مدرسہ کے وقتوں کے علاوہ بھی جب چاہیں سبق لے سکتے ہیں۔ مولوی دینیات میں ایم۔ اے کے برابر ڈگری کی سند پنجاب بورڈ سے حاصل کی۔ طبیہ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے طب یونانی میں ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس کا ڈپلوما لیا۔ آپ حکیم عبد اللطیف کے چہیتے شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔ ۱۹۴۹ء میں ممبئی تشریف لے گئے اور امامت شروع کر دی۔ کھڑک مسجد کے خطیب و امام اور جماعت بقرقصاب کے رجسٹرڈ قاضی تھے۔ اپنے نانا جان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ کے لیے اپنا سب کچھ وقف فرمادیا تھا۔ دین کی تبلیغ اہل سنت کے قائد کی اشاعت اور باطل فرقوں

کے رد کے سلسلے میں ملک بھر کا دورہ کیا اور زمانے کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت فرمائی۔ حضور سید العلماء جید عالم دین، مستند مفتی، خوش الحان حافظ و قاری، حکیم حاذق، ممتاز مناظر اور اپنے وقت کے خطیبِ اعظم تھے۔ حضور سید العلماء کے خطاب کا ڈنکا پورے ہندوستان میں بجتا تھا۔ ایک ہی نشست میں چار پانچ گھنٹے خطاب فرما دینا تو ان کے لئے عام بات تھی۔ وہ اپنے اسلوبِ خطابت کے لیے بہت مشہور تھے۔ جب اسلامی تاریخ یا واقعے کو بیان فرماتے تو ایسا لگتا کہ کلاس بیٹھی ہے اور ایک بہترین استاد اپنے بچوں کے دل و دماغ پر تاریخِ اسلام کو رقم کر رہا ہے۔ جب سیاسی موضوع پر تقریر فرماتے تو بڑے بڑے سیاسی خطیبوں اور رہنماؤں کی بولیاں بند ہو جاتیں۔ جب عشقِ رسول اور کربلا کے واقعات کے موضوع پر سید العلماء بیان فرماتے تو ثابت کر دیتے کہ نبی زادہ اور علی کا جانشین ناموس رسالت اور اہل بیت کی مدحت میں شمشیر بن گیا ہے۔ عرسِ قاسمی برکاتی کی سجادگی کی رات نانا ابا حضور سید العلماء کی تقریر کے لیے خاص ہوا کرتی تھی۔ خاندانِ برکات کی عظمت و روحانیت پر ان کے یادگار خطاب ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نعت پڑھنے والے نے شعر پڑھا۔

عمل سے علی کے یہ ثابت ہوا

کہ اصل عبادت تری بندگی ہے

بس! پھر کیا علی کا خون جوش میں آ گیا، وجد کی کیفیت طاری ہوئی، تمام کپڑے تارتا کر لیے۔ حضرت احسن العلماء علیہ الرحمہ نے اپنے بڑے بھائی صاحب کے حالات کو پڑھ لیا اور ہاتھ پکڑ کر حضور شمس مارہرہ کے روضے میں تھوڑی دیر کو تنہا چھوڑ آئے، جب حالات ٹھیک ہوئے تو نانا ابا باہر تشریف لائے اور اسی شعر کے پس منظر میں دیرات تک خطاب فرمایا۔

ممبئی کی سرزمین پر آج جو سنیت کی بہاریں ہیں وہ اللہ کے فضل سے حضور سید العلماء کی ذاتِ مبارک کی وجہ سے ہیں۔ ممبئی کا جلوس محمدی ہو یا جلوسِ غوثیہ، محرم کی مجالس ہوں، ممبئی میں slaughter house میں ذبحِ شرعی کا مسئلہ ہو سب کے سب

حضور سید العلماء کی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ محرم کی محفلوں کو جس نظم و ضبط کے ساتھ انہوں نے ترتیب دیا تھا وہ قابل داد و تحسین ہے۔ پورے ہندوستان سے علمائے دین کو بلواتے، بمبئی کی مسلم بستوں میں انجمن تیار کراتے، پھر علما کو خطاب کے لیے مقرر فرماتے پھر آخر کے دنوں میں علما اور عوام کو بھنڈی بازار میں اکٹھا کر کے واقعات کر بلا کا اختتامی جلسہ منعقد کرتے۔ شہادت امام حسین پر ان کے خطاب سننے کے لیے غیر مسلک کے لوگ بھی جمع ہو جاتے۔ وہ جانتے تھے کہ گھر کی بات گھر والے ہی صحیح بتائیں گے۔

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ اپنی تنظیمی اور قائدانہ صلاحیتوں کے حوالے سے اپنی ذات کے حوالے سے اس دور میں تنہا نظر آتے تھے۔ یہ وہ دور تھا کہ جب حضرت مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ شاہ عبدالقدیر صاحب بدایونی (مفتی اعظم، حیدرآباد) حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی، حضرت حافظ ملت، حضرت محبوب ملت، حضرت مجاہد ملت جیسے جید علما اور مشائخ جماعت اہل سنت میں موجود تھے۔ ایسے میں حضور سید العلماء نے بد عقیدگی کے خلاف جنگ کا اعلان کیا اور اپنے مذہب و مسلک کی حقانیت کو تسلیم کرانے کا بیڑا اٹھایا اور ایک ایسا پلیٹ فارم دیا جہاں سے ملت کی قیادت اور بھرپور رہنمائی ہوئی۔ حضرت کو ان تمام علما اور مشائخ نے متفق ہو کر صدر مانا۔ آپ آخری سانس تک سنی جمعیت العلماء کے صدر رہے، پورے ملک میں گھر بار چھوڑ کر ملت اور سنیت کے لیے کام کرتے رہے۔

ایک مرتبہ حضور سید العلماء تنظیم کے کچھ لوگوں کے رویے سے ناراض ہوئے اور استعفیٰ دے دیا۔ آپ کے استعفیٰ کی خبر سن کر بریلی سے حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ ممبئی تشریف لے گئے اور مسجد کھڑک میں جا کر حضور سید العلماء کے قدموں میں اپنا عمامہ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ ”سید میاں! یہ عمامہ تب تک قدموں میں رہے گا جب تک استعفیٰ واپس نہ ہوگا“۔ حضور سید العلماء قوم کے ان

بیماک اور مخلص لیڈروں میں سے تھے جو حکومت اور ثروت کو اپنی ٹھوکروں میں رکھتے تھے۔ حضرت شرف ملت نے ان کی سیرت کی بڑی سچی ترجمانی اپنے اس شعر میں فرمائی ہے۔

درہم و دینار میں رغبت انہیں تھی ہی نہیں
اس فقیر بے ریا کی دل کی دولت اور تھی

کوئی حاکم ہو، کوئی وزیر یا کوئی حکومت کا نمائندہ ہو نقیب برکاتیت سیدالعلماء اس سے آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتے اور قوم کے لیے جائز مطالبہ فرماتے۔

آپ کے اندر تحریر و تصنیف کی بے پناہ صلاحیتیں تھیں لیکن تبلیغ اور تنظیمی کاموں میں وقت نہ دیا لیکن جو بھی لکھا وہ ایسا جواہل علم کو ان کی عالمانہ اور عابدانہ شان کا معترف کراتا ہے۔ فیض تنبیہ، نئی روشنی، مقدس خاتون، خطبہ صدارت آپ کی قلمی اور فکری یادگار ہیں۔

حضرت سیدالعلماء ایک بلند مرتبہ شاعر تھے۔ شاعری میں آپ کے استاد حضرت احسن مارہروی تھے۔ آپ کا تخلص سید مارہروی تھا۔ مشہور صحافی جلال علی مہدی نے سیدالعلماء کے اس شعر پر کہا کہ ان کا یہ شعر کئی بڑے شاعروں کے قلم پر بھاری ہے۔ وہ شعر یہ ہے۔

جمال لیلہ محمل نہ تھا اتنا گراں مایہ
کہ بازی اس پہ لگتی قیس کے ٹوٹے ہوئے دل کی
حضرت سیدالعلماء کے یہ شعر بھی ملاحظہ ہوں۔

مانگ لیتے ہیں کبھی سوزن مژگان ان سے
ڈال کر تار نگاہ زخم سیا کرتے ہیں

اور جب نعت اور منقبت کے میدان کی طرف رخ فرماتے ہیں تو ایمان اور عقیدے کے پھول ان کے چاہنے والوں کے دل میں کھل اٹھتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

کسی کی جے وجے ہم کیوں پکاریں کیا غرض ہم کو
ہمیں کافی ہے سید اپنا نعرہ یا رسول اللہ

میری جاں پہ قبضہ ہے اچھے میاں کا
میرے دل کے مختار نوری میاں ہیں

.....

ہے خاک مدینہ دوا ہر مرض کی
مجھے اس میں بوئے شفا آ رہی ہے

حضرت سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں کو ان کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین کی تبلیغ کا یہ انعام عطا فرمایا کہ جب آپ حج کو تشریف لے گئے تو ۳۳ ر دن اپنے آقا کے روضے پر رات دن حاضر رہے۔ بارگاہ رسالت میں دعائے سینفی بشرط کبیر پڑھی۔ حضور احسن العلماء نے اپنے اس شعر میں اس کا اظہار فرمایا۔

پڑھی حرز یمانی بیٹھ کر تینتیس دن آقا کے روضے پر
ادا کر کے یہ اپنے شیخ کی سنت کو آئے ہیں

ان کے شیخ اور نانا جان مجدد برکاتیت بھی سرکار کے روضے پر یہ عمل پڑھ کر آئے تھے۔ سید العلماء مذہب و مسلک کی حفاظت کے حوالے سے بہت سخت رویہ رکھتے، انہوں نے رہتی زندگی تک کوئی Compromise دین و سنیت سے نہیں کیا۔ جب ان کے بیٹے حضرت نظمی میاں جامعہ ملیہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے تب سید العلماء نے ان کو ایک خط کے ذریعے جو نصیحت اور تبلیغ اپنے لخت جگر کو کی اس کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ برکاتیوں کے لیے ایمانی نسخہ ہے۔

”دین و مذہب کے معاملے میں میں نے تمہیں پختہ کر دیا ہے، تم نے برسوں میرے ساتھ رہ کر تبلیغی، دینی، مذہبی اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں، وہ عقائد و اصول جو خانقاہ برکاتیہ کے بزرگوں سے مجھے امانت میں ملے میں نے تمہارے حوصلے اور ضرورت کے لائق اچھی طرح تمہیں بتا دیے۔ اس معاملے میں سنو سب کی اور رہو اپنے گھر کی تعلیم پر۔ یہ سب اس لیے لکھ رہا ہوں کہ تم پہلی بار گھر سے باہر نکلے ہو اور باہر طرح طرح کی آب و ہوا ہے مگر تم اپنی خانقاہی تربیت ہرگز نہ بھولنا۔ تمہیں اچھی طرح پتا ہے کہ تم کو ہم نے یہ تربیت دی ہے

کہ دین و مذہب کے معاملے میں کسی رشتے کی کوئی اہمیت نہیں، اصل رشتہ اپنے آقا مدنی تاجدار کی غلامی کا ہے۔ بدن کا کوئی حصہ اگر سڑ جائے تو میں کاٹ کر کچرے دان میں ڈال دوں گا اور یہ نہ سوچوں گا کہ خدانہ خواستہ وہ میرا کلو تائیٹا ہے۔ بس! اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا ہے۔“

حضور سید العلماء کا یہ خط صرف ایک بیٹے کو باپ کا خط نہیں بلکہ تمام چاہنے والوں اور سلسلے والوں کے لیے بھی تربیت کا سنہرے باب ہے جو ہر شخص کی رہنمائی کرے گا۔

آخر عمر میں نپال تشریف لے گئے جہاں بہت سے خاندان سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں داخل ہوئے۔ کئی لوگ آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ آپ کو خانوادہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے قدیم و جدید تمام سلسلوں کے ساتھ تمام ذکر، ورد، اشغال اور قرآن مجید کی قرأت اور حدیث روایات کی سندوں اور خاندانی معمولات کی دعاؤں کی اجازت اور بیعت و خلافت اپنے نانا حضرت شاہ اسماعیل حسن صاحب سے تھی۔ حضور تاج العلماء سے بھی خلافت حاصل تھی۔ ان کے علاوہ سید شاہ مہدی حسن صاحب اور حضرت شاہ ارتضیٰ حسین پیرمیاں صاحب نے بھی خلافت و اجازت دے کر اپنا وصی اور جانشین فرمایا۔

۱۰، ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ھ کی درمیانی رات ۱۱ رنج کرو ۴۰ منٹ پر ہارٹ اٹیک کی وجہ سے اس ختم ہو جانے والی دنیا سے ہمیشہ باقی رہنے والے جہاں کی طرف کوچ فرمایا۔ مارہرہ مطہرہ میں اپنے نانا اور مرشد حضرت شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب کے روضے میں دفن ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر سید ملت حضرت سید شاہ آل رسول حسین نظمی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی مسند کو رونق بخشی۔

حضور سید العلماء کے خلفا کی فہرست بڑی طویل ہے۔ یہاں کچھ خلفائے کرام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سید شاہ آل رسول حسین میاں نظمی، شرف ملت حضرت سید محمد اشرف، حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری، حضرت مولانا صوفی سخاوت علی، حضرت مولانا غلام عبد القادر علوی، براؤں شریف، حضرت مولانا غلام عبدالقادر کھتری۔